شرط

بیگم طیبہ قدوائی

656، ہملٹن روڈ، دہلی۔110006

محمود ایک عقلمند آدمی تھا، وہ اپنی چالاکی اور حاضر جوابی کے لیے دور دور تک مشہور تھا، کوئی اس کے سامنے ٹکتا نہ تھا، چین سے زندگی گزر رہی تھی، مگر جب سے اس کا بیٹا بڑا ہوا تھا اس کے لیے پریشانی کا سبب بنا ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ بہت بھولا تھا، ہوشیاری اسے چھو کر بھی نہیں گئی تھی۔ محمود نے سوچا میرا بیٹا بہت سیدھا سادا ہے میرے بعد اس کا کام کیسے چلے گا۔

ایک دن محمود نے اپنے بیٹے کو سو بھیڑیں دیتے ہوئے کہا تم انھیں لے کر شہر جاؤ، مگر انھیں مارنا یا بیچنا نہیں، انھیں واپس لانا سو جو کے بوروں کے ساتھ۔ ورنہ میں تمھیں گھر میں گھسنے نہیں دوں گا۔ اس کے بعد اس نے بیٹے کو شہر کی طرف روانہ کیا۔

سعود شہر پہنچ گیا، مگر وہ بہت پریشان تھا سو بورے جو خریدنے کے لیے اس کے پاس پیسے نہیں تھے وہ اس مسئلے کا حل سوچنے کے لیے سڑک کے کنارے بیٹھ گیا، مگر کوئی حل اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ وہ بہت غمگین تھا تبھی ایک لڑکی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ کیا بات ہے؟ تم اتنے دکھی کیوں ہو؟

سعود نے اسے اپنا حال سنایا۔ لڑکی نے کہا اس میں اتنا دکھی ہونے کی کوئی بات نہیں میں اس کا حل نکال دیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر لڑکی نے بھیڑوں کے بال اُتارے اور انھیں بازار میں بیچ دیا۔ جو روپے ملے ان سے جو کے سو بورے خرید کر سعود کو دیے اور اسے گھر واپس بھیج دیا۔

سعود کو لگا کہ اس کے والد بہت خوش ہوں گے، مگر اس کی آپ بیتی پر انھوں نے دھیان نہیں دیا۔ وہ اُٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے دوسرے دن انھوں نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا، پچھلی بار بھیڑوں کے بال اُتار کر بیچنا مجھے ذرا بھی پسند نہیں آیا اب تم دوبارہ انھی بھیڑوں کو لے کر جاؤ، ان کے ساتھ جو کے سو بورے ہی لے کر لوٹنا۔

ایک بار پھر سعود مایوس شہر میں اسی جگہ جا بیٹھا۔ نہ جانے کیوں اسے یقین تھا کہ وہ لڑکی اس کی مدد کے لیے ضرور آئے گی اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی وہ لڑکی آ گئی۔ اس سے اس نے اپنی مشکل کہہ سنائی اب تو مجھے بنا جو کے سو بوروں کے میرے والد مجھے گھر میں نہیں گھسنے

دیں گے۔ میرے والد مجھے بہت ڈانٹیں گے۔ لڑکی سوچ کر بولی ایک طریقہ ہے۔ اس نے بھیڑوں کے سینگ کاٹ لیے، انھیں بیچ کر جو کے سو بورے خرید لیے، انھیں سعود کو سونپ کر لڑکی نے اسے گھر جانے کو کہا۔ بھیڑیں اور جو کے سو بورے والد کے حوالے کرتے ہوئے سعود بہت خوش تھا۔ اس نے جیت کے احساس کے ساتھ ساری کہانی محمود کو کہہ سنائی، سب کچھ سن کر محمود نے کہا اس لڑکی سے کہو ہمیں نو ہاتھ لمبی راکھ کی رسّی بُن کر دے۔ سعود نے لڑکی کو اپنے والد کا یہ پیغام کہہ سنایا لڑکی مسکرائی اور بولی میری بھی ایک شرط ہے میں رسّی بنا تو دوں گی، مگر تمہارے والد کو وہ رسّی گلے میں پہننی ہوگی۔ محمود نے سوچا ایسی رسّی بنانا ناممکن ہے اس لیے اس کی شرط منظور کر لی۔

اگلے دن لڑکی نے نو ہاتھ لمبی رسّی لی اسے پتھر کی سل پر رکھ کر جلا دیا۔ رسّی جل گئی، مگر راکھ سے بنی رسّی مل گئی، اسے وہ سل سمیت محمود کے پاس لے گئی اور اسے پہننے کے لیے کہا۔ محمود رسّی دیکھ کر حیران رہ گیا وہ جانتا تھا کہ راکھ کی رسّی کو پہننا تو دور اسے اُٹھانا بھی ناممکن ہے ہاتھ لگاتے ہی وہ ٹوٹ جائے گی۔ لڑکی کی سمجھداری کے سامنے محمود کی چالاکی دھری کی دھری رہ گئی۔ بغیر ایک لمحہ گنوائے محمود نے اپنے بیٹے سے شادی کرانے کا خیال لڑکی کے سامنے رکھ دیا۔ لڑکی راضی ہوگئی دونوں کی شادی دھوم دھام سے ہوگئی۔

OO

آپ کے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کا ضامن

ایوانِ اردو دہلی

ہر ماہ منتخب موضوعات پر اعلیٰ تحقیقی، تنقیدی اور معلوماتی مضامین اور تخلیقی ادب کی تمام اہم اصناف کی مکمل نمائندگی ملک اور بیرونِ ملک کے نئے پرانے اہلِ قلم کے تعاون سے

قیمت: فی شمارہ: پندرہ روپے　　**زرِ سالانہ:** ایک سو پچاس روپے

خط وکتابت اور ترسیل زر کا پتہ

ناشر: اردو اکادمی، دہلی، سی۔ پی۔ او۔ بلڈنگ، کشمیری گیٹ، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

Phone: 23865436, 23863858, 23863566, 23863697, Fax: 23863773